اسلام اعتدال ورحمت کا دین ہے اللہ تعالی کسی کو بھی اسکی وسعت سے زیادہ ذمہ داری نہیں سونپتا

الْحَمْدُ لِلَّهِ الرَّحِيمِ الْقَدِيرِ، حَثَّنَا عَلَى الاعْتِدَالِ وَالتَّيْسِيرِ، وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ سَيِّدَنَا وَنَبِيَّنَا مُحَمَّدًا عَبْدُ اللَّهِ وَرَسُولُهُ، فَاللَّهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ وَالتَّابِعِينَ. **أَمَّا بَعْدُ**: فَأُوصِيكُمْ عِبَادَ اللَّهِ بِتَقْوَى اللَّهِ، فَإِنَّهَا سَبِيلُ السَّعَادَةِ، وَالْفَوْزِ بِالْحُسْنَى وَزِيَادَةٍ، قَالَ تَعَالَى:(**وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مِنْ أَمْرِهِ يُسْرًا**)(١).

برادرانِ ملتِ ایمانیہ ! میرے عزیز دوستو ! اللہ تبارک و تعالی ہر معاملے میں اعتدال اور میانہ روی کو پسند کرتا ہے چنانچہ وہ بندے کواس کی وسعت کے مطابق ذمہ داری دیتا ہے اوروہ کسی بھی انسان کو اسکی طاقت سے زیادہ کامکلف نہیں بناتا چنانچہ خدائے عزّوجلّ کا ارشادہے:(**لَا يُكَلِّفُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا**)(٢).
اللہ تعالی کسی بھی شخص کواس کی وسعت سے زیادہ ذمہ داری نہیں سونپتا،یعنی اس نے بندے کومحض انہیں کاموں کا مکلف بنایاہے جنکووہ بلاکسی حرج اور تنگی

(١) الطلاق: ٤
(٢) البقرة: ٢٨٦.

کے[1] پورا کرنے کی طاقت رکھتا ہے[2] اور یقیناً یہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی ہم پر عنایت ومہربانی ہے اور یہ اس کے احسان وکرم کا ثمرہ ہے[3] بلا شبہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ اپنے بندوں پر بڑا رحیم ہے اور وہ اپنی مخلوق پر انتہائی مہربان ہے وہ ان پر کرم کرتا ہے اور ان کے دینی معاملات میں آسانی فرماتا ہے چنانچہ اس کا فرمان ہے ﴿يُرِيدُ اللَّهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيدُ بِكُمُ الْعُسْرَ﴾[4] اللہ تعالیٰ کو تمھارے ساتھ آسانی کرنا منظور ہے اور تمھارے ساتھ دشواری منظور نہیں ایک دوسری آیت کریمہ میں ارشاد ہے ﴿يُرِيدُ اللَّهُ أَنْ يُخَفِّفَ عَنْكُمْ﴾[5] اللہ چاہتا ہے کہ تمہارے ساتھ آسانی کا معاملہ کرے اسی لئے رب ارحم الراحمین تم کو انہیں کاموں کا مکلف بناتا ہے جنکی تم طاقت رکھتے ہو اور تم کو انہیں چیزوں کا حکم دیتا ہے جنکو تم پورا کرنے کی استطاعت رکھتے ہو چنانچہ نبی کریم صاحبِ خُلقِ عظیم ﷺ کا فرمان ہے: «عَلَيْكُمْ مَا تُطِيقُونَ مِنَ الْأَعْمَالِ»[6] تم پر وہی عمل لازم ہے جسکو کرنیکی تم طاقت رکھتے ہو آپ ﷺ کا یہ معمول مبارک تھا کہ آپ کو جب بھی دو کاموں میں سے کسی ایک کو اختیار کرنا ہوتا تو ان میں سے آسان ہی کو اختیار کرتے تھے بشرطیکہ وہ گناہ کا کام نہ

---

(١) تفسير البغوي: (٢٢٩/٣) بتصرف.
(٢) تفسير البغوي: (٤٢٢/٥).
(٣) تفسير ابن كثير: (٧٣٧/١).
(٤) البقرة: ١٨٥
(٥) النساء: ٢٨
(٦) متفق عليه.

ہوتا[۱] الغرض مؤمن بندہ اپنے رب کی اطاعت وعبادت میں نہ توغلو اور تشدد اختیار کرتا ہے کہ پھر اس پر ثابت قدم نہ رہ سکے اور اس پر ہمیشگی کرنے عاجز ہو جائے اسی طرح نہ اس میں کوتاہی اور تساہلی برتتا ہے کہ اسے ضائع کردے اوراس سے غافل ہو جائے یہی وہ اعتدال اور میانہ روی ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے پسند کیا ہے اور اسی تعلیم کے ساتھ اس نے اپنے رسول کریم ﷺ کو مبعوث فرمایا ہے

میانہ روی اختیار کرنے والو! اعتدال اور میانہ روی ہر کام میں مطلوب ہے اوراس پر چلنے اور سہولت اختیار کرنے کی بہت سی صورتیں ہیں اس کی ایک اہم صورت خرچ میں میانہ روی اختیار کرنا ہے اور افراط وتفریط سے بچنا ہے جیساکہ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے: ﴿وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُولَةً إِلَى عُنُقِكَ وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ فَتَقْعُدَ مَلُومًا مَحْسُورًا﴾[۲] اور نہ تو (ایسے کنجوس بنو کہ) اپنے ہاتھ کو گردن سے باندھ کر رکھو، اور نہ (ایسے فضول خرچ کہ) ہاتھ کو بالکل ہی کھلا چھوڑ دو جس کے نتیجے میں تمہیں قابل ملامت اور قلاش ہو کر بیٹھنا پڑے ، بڑی سعادت مندی ہے اس بندے کیلئے جو کھانے پینے اور لباس وسواری میں بیچ کی راہ اختیار کرتا ہے اور نبی کریم ﷺ کے اس فرمان پر عمل کرتا ہے: «كُلُوا وَاشْرَبُوا

---

(۱) متفق عليه.

(۲) الإسراء: ۲۹.

وَالْبَسُوا وَتَصَدَّقُوا، فِي غَيْرِ إِسْرَافٍ وَلَا مَخِيلَةٍ»[١]،(حلال مال سے)کھاؤپیوصدقہ کرواور پہنو(یہ سب اس وقت تک جائز ہے)جب تک اس کے ساتھ اسراف اور تکبر شامل نہ ہو، اور بہت بڑی بشارت ہے ان بندوں کیلئے جو خرچ میں اعتدال سے کام لیتے ہیں ایسے لوگ خدائے رحمان کے خاص بندے ہیں جنکی باری تعالی اس طرح تعریف وتوصیف کی ہے:﴿وَالَّذِينَ إِذَا أَنْفَقُوا لَمْ يُسْرِفُوا وَلَمْ يَقْتُرُوا وَكَانَ بَيْنَ ذَلِكَ قَوَامًا﴾[٢]،اور (وہ ایسے بندے ہیں کہ)جب خرچ کرتے ہیں تو نہ فضول خرچي کرتے ہیں اور نہ ہی بخل سے کام لیتے ہیں بلکہ ان کاطریقہ اس(افراط اور تفریط)کے درمیان اعتدال کاطریقہ ہے،یعنی وہ اعتدال اور میانہ روی کے ساتھ خرچ کرتے ہیں [٣]الغرض انسان کو اپنے اوپرطاقت سے زیادہ خرچ کا بوجھ نہیں ڈالنا چاہیے اور بے جاتعیش ،شوبازی یا مفاخرت کے چکر میں نہیں پڑنا چاہیے اور اس سلسلے میں سب سے بری حالت اس شخص کی ہوتی ہے جو ایسی چیزوں پر فخر کا اظہار کرتا ہے جو اسے حاصل ہی نہیں ہے اور ایسی اشیاء کواپنی ملکیت میں دکھانے کی کوشش کرتا ہے جو اس کے پاس موجود ہی نہیں ہے ایسے شخص کے بارے میں رسول اکرم ﷺ کا فرمان ہے:«الْمُتَشَبِّعُ بِمَا

---

(١) النسائي: ٢٥٥٩ وابن ماجه: ٣٦٠٥.
(٢) الفرقان: ٦٧.
(٣) تفسير الخازن: (٣/ ٣١٨).

لَمْ يُعْطَ كَلَابِسِ ثَوْبَيْ زُورٍ»[۱]، غیرحاصل شدہ چیزوں پر فخر کرنے والا یعنی جھوٹی بڑائی دکھانے والا اس شخص کی طرح ہے جو فریب اور گناہ کا جوڑا پہننے والا ہے ،دوسروں کی نقل کرنے کی فکر میں آدمی بسا اوقات پریشان ہوجاتا ہے اور دوسروں کی برابری کرنے کی خواہش انسان کو فضول خرچي تک پہونچا دیتی ہے چنانچہ ایسے آدمی کو دوسروں کی جو چیز بھی پسند آگئی یا جس چیز کی خواہش اس کے دل میں پیدا ہوگئی تو اس کو خریدے بغیر نہیں مانتا[۲] چاہے اس کیلئے ادھار لینا پڑجائے میرے بھائیو! اب آپ ہی فیصلہ کریں کہ یہ آدمی بہتر ہے؟ یا ایسا بندہ جو اپنی بنیادی ضرورتوں کو ترجیح دیتا ہے اور اپنی مالی حیثیت کے مطابق خرچ کرتا ہے پس وہ راحت وآرام میں ہوتا ہے اور قلبی اطمینان اور ذہنی سکون کے ساتھ زندگی گذارتا ہے،ہم اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ ہمیں میانہ روی اور اعتدال کی توفیق عطا فرمائے اور تمام اقوال وافعال میں راحت وسہولت اختیار کرنے کی توفیق عطا فرمائے نیز ہم سب کو اپنی اور اپنے نبی محمد ﷺ کی مکمل اطاعت کی توفیق عطا فرمادے اوران کی اطاعت کی بھی توفیق دیدے، جنکی اطاعت کا تونے حکم دیا ہے

أَقُولُ قَوْلِي هَذَا وَأَسْتَغْفِرُ اللَّهَ لِي وَلَكُمْ،فَاسْتَغْفِرُوهُ إِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ.

---

(۱) متفق عليه.
(۲) من حكم سيدنا عمر بن الخطاب رشي الله عنه: أَوَكُلَّمَا اشْتَهَيْتَ شَيْئًا اشْتَرَيْتَ؟ الرياض النضرة في مناقب العشرة: ۲/۳۷٦.

الْخُطْبَةُ الثَّانِيَةُ

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ، وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى سَيِّدِنَا وَنَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ خَاتَمِ الْمُرْسَلِينَ، وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ وَمَنْ تَبِعَهُمْ بِإِحْسَانٍ إِلَى يَوْمِ الدِّينِ.

برادرانِ اسلام! میرے نمازی بھائیو! یقیناً وہ فیملی بہت خوش نصیب ہوتی ہے اور وہ عورت بہت بابرکت ہوتی ہے جو بے جا اخراجات سے بچتی ہے اوراعتدال، سادگی اور سہولت پر عمل پیرا رہتی ہے رسول کریم ﷺ کا فرمان ہے: «إِنَّ مِنْ يُمْنِ الْمَرْأَةِ تَيْسِيرَ خِطْبَتِهَا، وَتَيْسِيرَ صَدَاقِهَا»(١) عورت کی برکت میں سے یہ ہے کہ اس سے منگنی میں آسانی ہو، اوراس کے مہر میں آسانی ہو، چنانچہ جب شادی سہولت اور سادگی کے ساتھ ہوتی ہے تو وہ خاندان کیلئے خیر وبرکت اوردائمی الفت ومحبت کا ذریعہ ہوتی ہے پس فیملی کے لوگوں پر لازم ہے کہ وہ سہولت کو اپنی زندگی کا اصول بنائیں اوراعتدال کو اپنا منہج حیات بنائیں اور جن لوگوں کو اللہ نے وسعت دی ہے ان کو اپنے بال بچوں پر اعتدال سے خرچ کرنا چاہیے اور فضول خرچي اور کنجوسی دونوں سے بچنا چاہیے اللہ ربّ العزّت کا ارشاد ہے ﴿وَمَنْ قُدِرَ عَلَيْهِ رِزْقُهُ فَلْيُنْفِقْ مِمَّا آتَاهُ اللَّهُ لَا يُكَلِّفُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا مَا آتَاهَا﴾(٢) اور جس شخص کا رزق تنگ کردیا گیا ہو تو جو کچھ اللہ نے اس کو دیا ہے

---

(١) أحمد: ٢٥١١٦، والحاكم في المستدرك (٢٧٣٩).
(٢) الطلاق: ٧

وہ اسی میں سے خرچ کرے اللہ تعالی نے کسی کو جتنا دیا ہے اس پر اس سے زیادہ کا بوجھ نہیں ڈالتا پس عقلمند فیملی اعتدال حکمت اور سمجھداری کے ساتھ خرچ کرتی ہے اور اپنے اوپر غیر ضروری اخراجات کا بوجھ نہیں ڈالتی نبی کریمﷺ کا فرمان ہے: «الْهَدْيُ الصَّالِحُ، وَالسَّمْتُ الصَّالِحُ، وَالِاقْتِصَادُ؛ جُزْءٌ مِنْ خَمْسَةٍ وَعِشْرِينَ جُزْءًا مِنَ النُّبُوَّةِ»[1]، راست روی، نیک سیرتی اور اعتدال پسندی نبوت کا پچیسواں حصہ ہے، بڑا خوش نصیب ہے وہ خاندان جس میں میاں بیوی محبت سے رہتے ہیں اور باہم راحت وسہولت کا معاملہ کرتے ہیں پس شوہر اپنی بیوی پر اس کی طاقت سے زیادہ بوجھ نہیں ڈالتا بلکہ گھر کے کاموں کو اپنی اور اپنی بیوی کی مشترکہ ذمہ داری سمجھتا ہے اور اس کا ہاتھ بٹاتا ہے اسی طرح بیوی بھی اپنے شوہر پر اس کی طاقت سے زیادہ کی ذمہ داری نہیں ڈالتی اور بے جا فرمائش کرکے اس کی استطاعت سے زیادہ بوجھ نہیں ڈالتی یعنی دونوں ایک دوسرے کے ساتھ آسانی اور نرمی کرتے ہیں یہی میاں بیوی کی وہ باہمی الفت ومحبت ہے جس کو باری تعالیٰ نے اپنی قدرت کی نشانی قرار دیا ہے چنانچہ خدائے اصدق القائلین کا فرمان ہے، ﴿وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِنْ أَنْفُسِكُمْ أَزْوَاجًا لِتَسْكُنُوا إِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَوَدَّةً وَرَحْمَةً إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ﴾[2] اور

(١) أبو داود: ٤٧٧٦ وأحمد: ٢٦٩٨.
(٢) الروم: ٢١.

اسی کی نشانیوں میں سے یہ ہیکہ اس نے تمھارے لئے تمھاری جنس کی بیویاں بنائیں تاکہ تم ان کے پاس سکون حاصل کرو اور تم میاں بیوی میں محبت اور ہمدردی پیدا فرمائی اس میں ان لوگوں کیلئے نشانیاں ہیں جو غور وفکر سے کام لیتے ہیں، ایسا گھرانہ بڑا عقل مند ہوتا ہے جو اپنے اخراجات میں میانہ روی اختیار کرتا ہے اور اپنے تمام معاملات میں اعتدال سے کام لیتا ہے اس طرح وہ اپنی باہمی الفت اور مضبوط تعلق کو قائم ودائم رکھتا ہے اور وہ قرض کے چکر اور اس کے جال میں نہیں پھنستا جس میں داخل نہیں ہونے سے نبی رحمةٌ لِّلعٰلَمِين ﷺ نے ہمیں آگاہ فرمایا ہے چنانچہ ارشاد ہے: «لَا تُخِيفُوا أَنْفُسَكُمْ بَعْدَ أَمْنِهَا». امن واطمئنان کے بعد اپنے آپ کو خوف میں مبتلا مت کرو لوگوں نے دریافت کیا: یارسول اللہ! وہ خوفناک چیز کیا ہے؟ توآپ ﷺ نے فرمایا «الدَّيْنُ»(١). (وہ خوفناک چیز) قرض ہے، یااللہ! ہمیں اعتدال پر ثابت قدم فرما اپنی رضامندی کی توفیق عطا فرما اور ہم کو اپنی خشیت اور اپنے تقوی پر زندہ رکھ۔ وصَلِّ اللَّهُمَّ وسَلِّمْ وبَارِكْ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ نَبِيِّكَ وَمُصْطَفَاكَ، وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ أَجْمَعِينَ، وَارْضَ اللَّهُمَّ عَنِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ: أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ وَعَلِيٍّ، وَعَنْ سَائِرِ الصَّحَابَةِ الْأَكْرَمِينَ، وَالتَّابِعِينَ لَهُمْ بِإِحْسَانٍ إِلَى يَوْمِ الدِّينِ. اللَّهُمَّ اغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا، وَعَافِنَا وَاعْفُ عَنَّا، وَتَقَبَّلْ صَلَوَاتِنَا وَعِبَادَاتِنَا، وَاجْعَلْنَا مِمَّنْ يَعْبُدُكَ بِمَا يُرْضِيكَ. اللَّهُمَّ يَا مَن وَسِعَتْ رَحْمَتُهُ الْعَالَمِينَ، وَعَمَّ فَضْلُهُ وَإِحْسَانُهُ

---

(١) رواه أحمد: ١٧٧٨٣.

الْخَلْقَ أَجْمَعِينَ، اجْزِ خَيْرَ الْجَزَاءِ وَأَوْفَرَهُ؛ كُلَّ مَنْ يُيَسِّرُ عَلَى النَّاسِ أُمُورَهُمْ، وَيُخَفِّفُ عَنْهُمْ أَعْبَاءَهُمْ، يَسِّرْ يَا رَبِّ أَمْرَهُ، وَكَثِّرْ خَيْرَهُ، وَأَدْخِلْهُ مِنْ أَوْسَعِ أَبْوَابِ رَحْمَتِكَ. اللَّهُمَّ إِنَّا نَدْعُوكَ بِأَسْمَائِكَ الْحُسْنَى، وَصِفَاتِكَ الْعُلَى؛ أَنْ تُثِيبَ مَنْ بَنَى لَكَ هَذَا الْمَسْجِدَ أَحْسَنَ الثَّوَابِ، وَتَجْزِيَ كُلَّ مَنْ أَطَاعَكَ فِيهِ وَعَبَدَكَ، وَصَلَّى فِيهِ ابْتِغَاءَ وَجْهِكَ، وَذَكَرَكَ بِمَا أَنْتَ لَهُ أَهْلٌ يَا كَرِيمُ. اللَّهُمْ أَدِمْ عَلَى دَوْلَةِ الْإِمَارَاتِ الِاسْتِقْرَارَ، وَالرُّقِيَّ وَالِازْدِهَارَ. وَعُمَّ يَا رَبِّ الْعَالَمَ بِالرَّحْمَةِ وَالسَّلَامِ، وَالْمَحَبَّةِ وَالِاطْمِئْنَانِ. اللَّهُمَّ وَفِّقْ رَئِيسَ الدَّوْلَةِ الشَّيْخَ مُحَمَّدَ بْنَ زَايِد، وَنُوَّابَهُ وَإِخْوَانَهُ حُكَّامَ الْإِمَارَاتِ وَوَلِيَّ عَهْدِهِ الْأَمِينَ؛ لِمَا تُحِبُّهُ وَتَرْضَاهُ. اللَّهُمَّ ارْحَمِ الشَّيْخَ زَايِد، وَالشَّيْخَ رَاشِد، وَالْقَادَةَ الْمُؤَسِّسِينَ، وَالشَّيْخَ مَكْتُوم، وَالشَّيْخَ خَلِيفَةَ بْنَ زَايِد، وَأَدْخِلْهُمْ بِفَضْلِكَ فَسِيحَ جَنَّاتِكَ. وَاشْمَلْ شُهَدَاءَ الْوَطَنِ بِرَحْمَتِكَ وَغُفْرَانِكَ. اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِآبَائِنَا وَأُمَّهَاتِنَا. اللَّهُمَّ ارْحَمِ الْمُسْلِمِينَ وَالْمُسْلِمَاتِ: الْأَحْيَاءَ مِنْهُمْ وَالْأَمْوَاتِ.

اللَّهُمَّ اسْقِنَا الْغَيْثَ وَلَا تَجْعَلْنَا مِنَ الْقَانِطِينَ، اللَّهُمَّ أَغِثْنَا، اللَّهُمَّ أَغِثْنَا، اللَّهُمَّ أَغِثْنَا، اللَّهُمَّ اسْقِنَا مِنْ بَرَكَاتِ السَّمَاءِ، وَأَنْبِتْ لَنَا مِنْ بَرَكَاتِ الْأَرْضِ. يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ.

عِبَادَ اللَّهِ: اذْكُرُوا اللَّهَ الْعَظِيمَ يَذْكُرْكُمْ، وَاشْكُرُوهُ عَلَى نِعَمِهِ يَزِدْكُمْ. وَأَقِمِ الصَّلَاةَ.